شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ

ترجمہ: مولانا سیف الرحمن الفلاح

قبروں وغیرہ کے متعلق کچھ مسائل

چوتھا مسئلہ :-

(قسط ۳)

سوال نمبر۱:- بعض علماء اور فقراء کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے چار شاگردوں کی قبروں پر دعا مستجاب ہوتی ہے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) امام مالکؒ کے شاگرد فندلاوی کی قبر۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے تلمیذ بلخی کی قبر

(۳) امام شافعیؒ کے شاگرد شیخ نصر مقدسی کی قبر۔

(۴) امام احمدؒ کے شاگرد ابو الفرج کی قبر۔

نیز جو شخص ان قبروں کے پاس جاکر قبلہ رو ہوکر دعا کرتا ہے تو اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

سوال نمبر۲۔ بعض علما کہتے ہیں کہ ان کے مشائخ نے ان کو وصیت کی ہے کہ جب تم کسی مصیبت کے بھنور میں پھنس جاؤ یا ایسا کوئی معاملہ بن جائے جو تمہارے لیے خوف و ہراس کا موجب ہو تو ایسے حالات میں مجھے پکارو، خواہ اس کونے مکان میں میں بقید حیات ہوں۔ یا فوت ہو چکا ہوں۔

نیز جو شخص آیۃ الکرسی کا وظیفہ کرتا ہے۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور سات مرتبہ ان کی روح پر سلام بھیجتا ہے اور سلام کے بعد ایک قدم ان کی قبر کی طرف چلتا ہے تو یہ اس کی حاجت برآری کا باعث بنتا ہے۔ اگر وہ سماع میں مصروف ہوتا۔ تو اس کے لیے فرحت و انبساط کا باعث بنتا ہے۔ اور اسے وجد آتا ہے۔

سوال نمبر۳۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ تین مقامات پر اللہ تعالیٰ فقراء کو اپنی تجلی کا شرف بخشتا

ہے۔ (۲) دستر خوان پھیلانے کے وقت (یعنی جب وہ اکٹھے مل کر کھانا کھاتے ہیں)
(۳) یعنی جب اکٹھے مل کر استغفار کے لیئے قیام کرتے ہیں۔
(۳) سماع کے وقت۔

سوال نمبر۴:۔ بعض عبادت گزار حضرت زکریا اور حضرت ہود کی قبر کے پاس جاکر نماز پڑھنے اور دعا کرتے ہیں۔ نیز دمشق کی جامع مسجد کے باب الطہارت کے مشرقی برآمدے میں کھڑے ہوکر دعائیں کرتے ہیں۔ کچھ لوگ مصحف عثمانی کے پاس جاکر دعائیں کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ باب صغیر میں شہداء کی قبروں کے پاس اور حضرت معاویہؓ کی قبر کے پاس جاکر بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ اور وہاں پہ ایک ستون ہے اس سے ٹیک لگا کر سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔

کیا مذکورہ بالا افعال جائز ہیں یا نہیں۔؟

سوال نمبر۵۔ کیا کسی مخصوص وقت میں مخصوص مکان پر یا کسی نبی یا ولی کی قبر پر دعا جلد مستجاب ہوتی ہے۔

سوال نمبر۶:۔ کیا دعا کرتے وقت کسی نبی یا رسول کے واسطہ سے اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرنے کی اجازت ہے؟ یا کسی مقرب فرشتے کا واسطہ دے کر فریاد کرنا جائز ہے؟ یا اللہ کی کلام کا واسطہ، یا خانۂ خدا کا واسطہ دے کر دعا کرنا جائز ہے۔؟ یا مشہور دعا جو غاف کے ساتھ کرتے ہیں یا حضرت داؤد کی دعا یا حضرت خضرؑ کا واسطہ دے کر دعا کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر۷:۔ کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص سوال کرتے وقت اللہ کے سامنے قسم اٹھائے اور کہے کہ بحق فلاں ۔ یا بحرمت فلاں یا بجاہِ فلاں یا بجاہ اقرب الخلق (میری حاجت پوری کیجئے ؟ کیا ان کے اعمال اور افعال کی قسم کھانا جائز ہے۔؟

سوال نمبر۸۔ کیا ایسے مکان کی تعظیم کرنا جائز ہے، جس میں خوشبو، زعفران اور چراغ وغیرہ ہوں۔ اور یہ کہا جائے کہ اس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ کیا ایسے درخت کی تعظیم کرنا جائز ہے، جس پر چیتھڑے لٹکائے ہوئے ہوں۔ اور کہا جائے یہ متبرک ہیں۔ اس جگہ پہ اولیاء اللہ اور صالحین اکٹھے ہوتے ہیں ؟ کیا کسی پہاڑ کی تعظیم کرنا یا اس کی زیارت کرنا جائز ہے ؟ یا اس میں مشاہد اور آثار ہیں۔ ان کی زیارت کرنا اور ان میں دعا کرنا اور نماز پڑھنا جائز ہے، جیسے غار دم اور غار آدم اور غار جوع وغیرہ)

کیا حضرت شیثؑ، ہابیل، حضرت نوحؑ، حضرت الیاسؑ اور حضرت حزقیلؑ کی قبروں کے پاس جاکر دعا کرنا جائز ہے؟ نیز شیبان الراعی، جبل ابراہیم بن ادہم، بعلبک میں عش الغراب (کوے کا گھونسلہ) اور غار اربعین، حمام طبریہ، جبل عسقلان اور عکا کی صالح مسجد وغیرہ مقامات کی تکریم و تعظیم اور دور دراز سے زیارت کے لیے آنا جائز ہے۔

سوال نمبر ۹:۔ کیا قبروں کے پاس جاکر قبولیتِ دعا کی خاطر جگہ تلاش کرنا جائز ہے۔؟ کیا وہاں پر چراغوں اور قندیلوں سے روشنی کرنا جائز ہے، کیا زندہ لوگوں کے ان افعال سے مردوں کو کوئی نفع پہنچتا ہے یا ان کا کچھ نقصان ہوتا ہے، کیا دمشق میں جہاں دارالحدیث اشرفیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضی قدم مبارک رکھا ہوا ہے یا قدم موسیٰ یا، مہد عیسیٰؑ، مقام ابراہیم علیہ السلام، حضرت حسینؓ کا فرضی سر اور صہیب رومیؓ، بلال حبشیؓ اور اویس قرنیؒ کی قبر کے پاس اور ان جیسے دیگر مقامات بستیوں اور ساحل سمندر پر، پہاڑوں اور مشاہد پر، مساجد اور جوامع کے پاس دعا کرنے سے جلد قبول ہوتی ہے۔؟

کیا باب کیسان کے برج پر شرقی دروازہ اور باب صغیر کے درمیان کھڑے ہوکر قبلہ رو ہوکر دعا کرے تو جلد قبول ہوتی ہے۔ کیا باب الفرادین کے اندر دعا جلد قبول ہوتی ہے؟ کیا ان مقامات پر دعا کی قبولیت کا ثبوت ملتا ہے؟ کیا یہ جائز ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے فریاد رسی کا سوال کیا جائے۔ یا یوں کہا جائے، اے جاہِ محمدؐ! یا سیدا احمد! جب کسی کا پاؤں پھسل جائے یا اسے مصائب نڈھال کر دیں یا ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جانے کے لیے چھلانگ لگائے۔ تو کہے یا علی، یا شیخ فلاں! کیا یہ جائز ہے یا نہیں، کیا انبیاء اور مشائخ کے لیے نذریں ماننا جائز ہے، جیسے شیخ جاکیر، یا شیخ ابوالعرفا، یا شیخ نورالدین شہید وغیرہ؟ کیا اہل بیت کی کسی قبر کی نذر ماننا جائز ہے؟ کیا صحابہ کرام، ائمہ اربعہ، مشائخ عراق، مشائخ عجم، مشائخ مصر اور مشائخ حجاز، یمن، ہند اور تمام روئے زمین کے مشائخ اور قاف پہاڑ وغیرہ کی نذریں ماننا جائز ہے یا نہیں۔؟

قبروں کے پاس دعا مستجاب ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ چہ جائیکہ قبروں کے پاس دعا کو افضل تصور کیا جائے[1]

---

[1] شیخ الاسلامؒ نے مذکورہ بالا سوالات ایک ہی مسئلہ کے تحت بیان کیے ہیں۔ سوالات اور جوابات کے کئی نمبر وضاحت کے لیے مترجم نے لگا لیے ہیں (مترجم)

جواب نمبر۱۔ الحمد للہ رب العلمین، قائل کی یہ بات کہ مذکورہ بالا چاروں مشائخ کی قبور کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے۔ تو یہ ایسے ہے، جیسے کوئی کہے کہ فلاں شخص کی قبر مجرب تریاق ہے یا جیسے کوئی کہے کہ فلاں فلاں قبر کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اکثر جاہل لوگ کچھ قبروں کے سلسلے میں ایسی باتیں ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس قبر کے متعلق مشہور ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی صحابی یا اہلِ بیت، یا کسی نیک شخص کی قبر ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت اس کی قبر کی طرف یہ نسبت غلط اور جھوٹ ہوتی ہے۔ یا اس کا راوی مجہول الحال ہوتا ہے جیسے اکثر انبیاء کی قبروں نبی کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات قبر کی نسبت اس کے متعلق درست اور صحیح ہوتی ہے۔ لیکن وہ مردِ صالح نہیں ہوتا تو جو شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں قبر کے پاس بعینہ دعا مستجاب ہوتی ہے۔ نیز اس نے وہاں پر دعا کی جو مستجاب ہوئی تو اس کی بات مذکورہ بالا امور سے خالی نہیں ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی مشہور فاسق و فاجر اور بدعتی کی قبر ہوتی ہے۔ یا کسی کافر کی قبر ہوتی ہے۔ جیسے ہم نے اس شخص کو دیکھا جس نے دعا کی تو اس کے لیئے کشفِ قبور ہوا۔ تو یہ ماجرا دیکھ کر وہ حیران و ششدر رہ گیا۔ نیز اور کئی باتوں کا انکشاف ہوا۔

قائل کی یہ بات کہ انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ کسی صحابی نے ایسا کوئی ذکر نہیں کیا۔ کوئی تابعی یا امام اس بات کا قائل نہیں چنانچہ امام مالکؒ، ثوریؒ، اوزاعیؒ، لیث بن سعدؒ۔ امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ احمد بن حنبلؒ اسحاق بن راہویہؒ، ابو عبیدؒ اور ان کے مشائخ جیسے فضیل بن عیاضؒ، ابراہیم بن ادہمؒ اور ابو سلیمان درانی وغیرہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور متقدمین مشائخ میں کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے۔ خواہ کوئی عام قبر ہو یا کسی خاص بزرگ کی قبر ہو۔ اسی طرح ان میں سے کوئی شخص اس بات کا قائل نہیں تھا۔ کہ انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے پاس دعا کرنا دیگر مقامات سے افضل ہے اور نہ اس بات کا قائل تھا کہ قبرستان کی زمین میں نماز پڑھنا دیگر مقامات سے بہتر ہے۔ ان میں سے ایسا کوئی شخص نہیں ہوا جو قبروں کے پاس نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے لیے

ان کو تلاش کرتا ہو۔ حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید الکونین تھے۔ کی قبر مبارک کے پاس جا کر دُعا نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس کے اوپر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک جو مدینہ منوّرہ میں ہے۔ وہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ماسوا کسی قبر کے متعلق اتفاق نہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر وغیرہ میں اختلاف ہے۔ نیز تمام ائمہ اس پر متفق ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور صاحبین کی زیارت کے موقع پر سلام کہنا چاہیئے۔ کیونکہ سنن میں ابوہریرہؓ کی روایت سے مذکور ہے[۱]۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من احد یسلّم علی الا	جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو
رد اللہ علی روحی حتی ارد	اللہ تعالیٰ میری روح کو میرے جسم میں ڈال
علیہ السلام	دیتا ہے تاکہ میں سلام کا جواب دے سکوں

نیز ابن ابی شیبہ اور دار قطنی نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من صلی علی عند قبری	جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود
سمعتہ ومن صلی علی	پڑھتا ہے تو میں سُنتا ہوں اور جو دور سے
نائیا ابلغتہ	پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

اہل سنن نے اس حدیث کو کچھ اور طریقے سے بیان کیا ہے وہ یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اکثروا علی من الصلوٰۃ	جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت
یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ	سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھے
فان صلوٰتکم معروضۃ علی	پہنچا دیا جاتا ہے، صحابہ کرام نے دریافت
قالوا کیف تعرض	کیا، کہ ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے
صلوٰتنا وقد رممت	پہنچ جاتا ہے حالانکہ آپ کی رحلت کے

---

[۱] ترغیب جلد دوم ص ۴۹۹ بحوالہ ابوداؤد، احمد

ای بلیت فقال ان الله حرم علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء — بعد آپ کا جسم مبارک بوسیدہ ہو جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا۔ اللہ نے زمین کو انبیاء کا گوشت کھانے سے منع کیا ہوا ہے۔

نسائی وغیرہ میں ذکر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله وکل بقبری ملائکۃ یبلغونی عن امتی السلام — اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر کچھ فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ میری امت کا سلام مجھے پہنچا ئیں۔

اس کے باوجود ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دعا قبول اور مستجاب ہوتی ہے اور نہ کسی نے اس امر کو مستحب تصور کیا کہ دعا کرتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف توجہ کی جائے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ نص آتی ہے۔ کہ قبر مبارک کی طرف متوجہ ہو کر دعا نہ کی جائے۔ تمام علمائے دین اس مسئلہ میں متفق ہیں۔

ہاں البتہ سلام کے معاملہ میں ان میں اختلاف ہے امام مالکؒ امام احمدؒ وغیرہ اکثر ائمہ کی یہ رائے ہے کہ قبر مبارک کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرے۔ امام شافعیؒ کے تلامذہ کی بھی یہی رائے ہے میرا خیال ہے کہ امام شافعیؒ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ اس کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قبر مبارک کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے قبلہ رخ ہو کر سلام کہے۔

ائمہ وسلف نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ دعا کے لیے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑا ہونا مطلقاً جائز نہیں۔ چنانچہ اسماعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب "مبسوط" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاض نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے کو جائز نہیں سمجھتا۔ بلکہ سلام کہہ کر چلا جائے۔ نیز "مبسوط" میں بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سفر سے آئے یا سفر کے لیے جائے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس آکر درود پڑھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور حضرت عمر فاروقؓ کے لیے دعا

کرے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

امام صاحب کو کسی نے تبلایا کہ مدینہ منورہ کے لوگ نہ سفر سے آئے ہوتے ہیں اور نہ سفر کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اس کے باوجود ان میں متعدد مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جا کر سلام پڑھتے ہیں۔ اور بعض اوقات جمعہ کے دن یا کسی اور دن میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا متعدد مرتبہ قبر مبارک کے پاس جا کر سلام کہتے ہیں اور ایک وقت دُعا کرتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا، ہمارے شہر کے کسی فقیہہ نے اس مسئلہ کے جواز کا فتویٰ نہیں فرمایا اور نہ مجھے کسی کے متعلق ایسی کوئی خبر پہنچی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس امّت کے آخری لوگ اس وقت تک راہِ راست پر نہیں آئیں گے، جب تک سلف کے طریقے کی پیروی نہیں کریں گے۔ امّت کے سلف صالحین میں سے کسی کے متعلق مجھے یہ خبر نہیں پہنچی وہ ایسا کرتے رہے۔ الا یہ کہ جب کوئی سفر سے آتا یا سفر کرنے کا ارادہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آ کر سلام کہتا۔

ابن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے اہل مدینہ کو دیکھا۔ ان کا یہ معمول تھا کہ جب مدینہ منورہ سے باہر جانے کا ارادہ کرتے یا باہر سے شہر میں آتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آ کر سلام کہتے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا بھی یہی معمول ہے۔

امام مالکؒ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ تبع تابعین کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔ یہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین اور تبع تابعین کے حالات سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ یہ اس امر سے بخوبی آگاہ تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کیا کیا کام مشروع ہیں۔

یہ سب سلام کے بعد قبر مبارک کے پاس دعا کرنے کے لیے کھڑا ہونے کو مکروہ تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ صلاۃ والسلام مشروع ہیں اس کے باوجود اہل مدینہ کے لیے صلوٰۃ والسلام مستحب نہیں، بلکہ جب کوئی سفر سے آئے یا سفر کا ارادہ کرے تو اس وقت مشروع ہے۔ کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرنا ہے اور سلام کہنے والا ہے جس کو سلام کہتا ہے، اسے ہر وقت تلاش نہیں کرنا۔ اس کے برعکس سفر سے آنے والوں کے لیے جائز ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آ کر سلام کہو۔ امام مالکؒ نے ابو وہب کی روایت میں بیان کیا ہے کہ جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے تو اپنا منہ قبر کی جانب کرے، قبلہ رخ نہ ہو۔ اور قریب ہو کر سلام کہے اور اپنے ہاتھ سے قبر کو مسح نہ کرے۔

امام مالک رحؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ کہنا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس کی زیارت کی مکروہ ہے۔

قاضی عیاض بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحؒ کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس کی اضافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں رسول اکرم کی دعا ہے

اللھم لا تجعل قبری وثنا	الٰہی! میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت
یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم	ہونے لگے۔ اس قوم پر اللہ کا غضب ہوا
اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[1]	جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا

شرک کا سبب ختم کرنے اور اس کا دروازہ بند کرنے کے لیئے اس لفظ کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف کرنے سے منع کیا اور ان کے فعل کی مشابہت سے روکا۔ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کی تمام احادیث موضوع ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے متعلق جو احادیث مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں سب درجہ صحت سے گری ہوئی ہیں۔ بلکہ موضوع اور جھوٹی ہیں۔ ائمہ حدیث اور اہل سنن جیسے ابو داؤد اور نسائی وغیرہ میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا۔ ہاں البتہ کسی اور حدیث میں زیارت کا لفظ مذکور ہے۔

جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

کنت نھیتکم عن زیارت	میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع
القبور فزوروا لقبور	کیا ہوا تھا سو اب ان کی زیارت کیا
فانھا تزھد فی الدنیا و	کرو۔ کیونکہ ان کو دیکھ کر تمہیں آخرت
تذکر الاخرۃ	یاد آتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی کا باعث
[2]	بنتی ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ جلد اوّل صـ۷۲ بحوالہ موطأ مالک رحؒ۔

[2] ترغیب جلد چہارم صـ۳۵۷ بحوالہ ابن ماجہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو وہاں پر یہ دعا کیا کریں۔

السلام علی اهل الدیار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم لاحقون يرحم الله المستقدمين منا والمستاخرين نسال الله لنا ولكم العافية

اے مومن اور مسلمان گھروں والو تم پر سلام اور ان شاء اللہ ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں ہم اور تم میں سے جو آگے جا چکے ہیں ان پر خداوندِ قدوس رحم فرمائے اور پیچھے رہنے والوں پر رحم فرمائے۔ ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے خیر و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

لیکن "زیارت القبور" کا لفظ اکثر متاخرین کی اصطلاح میں زیارت شرعیہ اور زیارت بدعیہ دونوں پر مشتمل ہے، تاہم اکثر علماء اسے زیارت بدعی پر محمول کرتے ہیں۔ نہ کہ زیارت شرعی کے معنی میں بدیں وجہ اس کا اطلاق مکروہ تصور کرتے ہیں۔

تو شرعی زیارت میت کے لیے نمازِ جنازہ پڑھنے کے مانند ہے۔ اس سے اس کا مقصد میت کے لیے دعا کرنا ہوتا ہے، جیسے میت پر نمازِ جنازہ پڑھنے سے مراد میت کے لیے دعا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جیسے اللہ عزوجل نے منافقوں کے حق میں فرمایا۔

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره (التوبۃ:۸۴)

(اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ان منافقوں میں سے اگر کوئی مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ مت پڑھیے اور اس کی قبر پر دعا کے لیے مت کھڑے ہوں۔

جب منافقوں پر نمازِ جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں پر دعا کرنے کی نہی آتی ہے تو اس طریق خطاب کے مفہوم اور علتِ حکم سے مترشح ہوتا ہے کہ مومنوں کے حق میں جنازہ پڑھنا اور دعا کرنا مشروع ہے۔ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر دعا کے لیے قیام کرنا نمازِ جنازہ کی مانند ہے جو میت کو دفن کرنے سے بیشتر اس پر پڑھی جاتی ہے۔ اس کا مقصد میت کے لیے دعا کرنا ہوتا ہے زیارت مسنونہ کا طریقہ یہی ہے جو بیان ہو چکا ہے اور سلف صالحین نے انبیاء، اور اولیاء کی قبروں

کی زیارت کے وقت اسے مستحب قرار دیا ہے۔

اب رہا معاملہ زیارتِ بدعی کا تو یہ ازقبیل شرک ہے شرک کا ذریعہ ہے، یہ یہود ونصاریٰ کی مثل ہے جو انبیاء اور صلحاء کی قبروں کے پاس کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں فرمایا، جو صحاح، سنن اور مسانید وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہیں۔

لعنة الله علی الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر ما صنعوا ؎

یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو۔ کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ ان کے اس فعل سے اپنی امت کو ڈرایا کرو۔

نیز فرمایا۔

ان من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذالک ؎۱

تم سے پہلے لوگ قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے، خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔

نیز فرمایا۔

ان من شرار الناس من تدرکھم الساعة وھم احیاء والذین یتخذون القبور مساجد ؎۲

سب سے برے لوگ وہ ہوں گے جو قیامت برپا ہونے کے وقت زندہ ہوں گے اور جو لوگ قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں،

ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لعن زوارات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج ؎۴

لعنت فرمائی ان عورتوں پر جو کثرت سے قبروں کی زیارت کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔

؎۱ صحیح البخاری جلد دوم صد ۶۳۹

؎۲ صحیح البخاری صحیح مسلم

؎۳ صحیح ابو حاتم

؎۴ ترغیب جلد ۴ صد ۳۵۵ بحوالہ ابو داؤد۔ ترمذی وغیرہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی جو انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں تو وہاں پہ جا کر دعا کرنا مستحب نہ رہا۔ کیونکہ وہ جگہ جہاں پر دعا کرنا مستحب ہے ممنوع ہونے کے باوجود وہاں پر دعا کرنا مستحب ہو۔ امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ نے اس کی وضاحت کی ہے کہ اس سے منع کرنے کی علت یہ ہے کہ قبر پر شرک کے فتنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ نجاست کی وجہ سے منع نہیں کیا گیا۔ جیسے بعض لوگ گمان کرتے ہیں۔ اسی لیے سلف صالحین قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور جو چیز فتنے کا باعث ہو اسے مٹا دینے کا حکم دیتے تھے۔

جیسے حضرت عمرؓ نے حضرت دانیال کی قبر کو مٹا دینے کا حکم دیا تھا۔ جبکہ مقام تستر پر اس کا ظہور ہوا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو خط لکھا اور اس میں بیان کیا کہ یہاں پر حضرت دانیال کی قبر کا ظہور ہوا ہے۔ اور لوگ اس کی طفیل اور اس کے ذریعے بارش طلب کرتے ہیں۔ حضرت عمر نے ان کا خط پڑھا اور حالات سے آگاہ ہونے کے بعد ان کو لکھا کہ دن کے وقت تیرہ قبریں کھودی جائیں پھر رات کے وقت کسی ایک قبر میں پوشیدہ طور پر ان کی میت کو دفن کیا جائے اور ان کی قبر کو مٹا دیا جائے تاکہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

یہ بات جو ہم نے امام مالکؒ اور دیگر ائمہؒ سے ذکر کی ہے۔ سلف میں مشہور تھی جیسے ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں اسے روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابو عبداللہ مقدسیؒ نے اپنی کتاب "مختارہ" میں ذکر کیا ہے کہ علی بن حسین بن علیؓ بن ابو طالب جو زین العابدین کے نام سے مشہور ہیں۔ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس آتا ہے۔ اور چھوٹے روشن دان سے داخل ہو کر دعا کرتا ہے۔ تو انہوں نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ پھر اسے بتایا سنو! میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ جو میں نے اپنے باپ سے سنی انہوں نے میرے دادا سے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تتخذوا قبری	میری قبر کو عید مت بناؤ (یعنی ہر سال میلے
عیدا ولا بیوتکم قبورا فان	کی طرح مت آؤ) اور نہ اپنے گھروں کو قبریں
تسلیکم یبلغنی	بناؤ (یعنی گھروں میں نماز پڑھا کرو) ہاں

حیث کنتم | مجھے سلام بھیجا کرو، کیونکہ سلام مجھے پہنچ جائے گا، خواہ تم کہیں ہو۔

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے مذکور ہے کہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تجعلوا بیوتکم	اپنے گھروں کو قبریں مت تصور کرو (یعنی
قبورا ولا تجعلوا	ان میں نماز پڑھا کرو) اور میری قبر کو عید
قبری عیدا وصلوا علی	مت بناؤ (یعنی ہر سال قبر پر مت آؤ) مجھے
فان صلوٰتکم تبلغنی	درود بھیجو۔ کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہو
حیث کنتم لہ	تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔

سنن سعید بن منصور میں مذکور ہے کہ ہمیں عبدالعزیز بن محمدؒ نے حدیث بیان کی ان کو اسماعیل نے خبر دی کہ مجھ کو حضرت حسن بن حسین بن علیؓ بن طالب نے دیکھا کہ میں ایک قبر کے پاس کھڑا ہوں۔ وہ اس وقت حضرت فاطمہؓ کے گھر کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے بلایا اور کہنے لگے آؤ مل کر کھانا کھائیں۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے کوئی بھوک محسوس نہیں کرتا پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم قبر پر کیا کر رہے تھے۔ میں نے جواب دیا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام بھیج رہا تھا انہوں نے مجھے تبلایا۔ جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کہو۔ پھر کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لا تتخذوا بیتی	میرے گھر کو عید نہ بنانا (یعنی ہر سال میرے
عیدا ولا بیوتکم	گھر کی زیارت کے لیے مت آنا) اور اپنے
مقابر لعن اللہ	گھروں کو قبریں مت بنانا (یعنی گھروں میں
الیہود والنصاریٰ اتخذوا	سنن اور نوافل پڑھا کرو) یہود اور نصاریٰ
قبور انبیائھم مساجد	پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے
وصلوا علی فان	انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ ہاں البتہ
صلوٰتکم تبلغنی	مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھے
حیث کنتم۔ ما انتم	پہنچا دیا جاتا ہے۔ تم خواہ کہیں ہو۔ تم لوگ
ومن بالاندلس الا سواء	اور جو اندلس میں سکونت پذیر ہیں۔ درود

(بقیہ) کے معاملہ میں سب برابر ہیں۔

اس موضوع پر کسی اور مقام پر تفصیل سے بحث ہو چکی ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار اور تمام مخلوقات سے بہترین ہستی اور اللہ کے نزدیک نہایت مکرم اور معظم ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے متعلق یہ حکم ہے تو دیگر قبروں کے متعلق کیا حکم ہوگا۔؟ صحابہ کرام سے بالتواتر یہ بات ثابت ہے کہ جب وہ مصائب کے بھنور میں پھنسے یا قحط سالی اور خشک سالی میں مبتلا ہوتے یا میدانِ کارزار سے نبرد آزما ہوتے تو ایسے اوقات میں مدد کے لیے اللہ کو پکارتے اور اسی سے فریاد طلب کرتے لیکن یہ فریاد اور پکار ان کی مسجدوں اور گھروں تک محدود ہوتی تھی وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے تاکہ وہاں پر دعا کریں۔ اسی طرح کسی اور نبی یا بزرگ کی قبر کا رخ نہیں کرتے تھے تاکہ وہاں پر دعا کریں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب بارگاہِ ایزدی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون ؎

الٰہی جب ہم پر قحط سالی نازل ہوتی تھی تو تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بناتے تھے۔ تو ہم پر رحمت برسا دیتا تھا۔ اور اب وہ دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں، اس لیے ہم اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کا وسیلہ بناتے ہیں۔ تو ہم پر بارش برسا۔ چنانچہ بارش ہو جاتی۔

انہوں نے حضرت عباس کا وسیلہ بنایا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ بناتے تھے اس کی صورت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کراتے اور سفارش کراتے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دعا نہیں کی اور نہ ہی اللہ کی مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھائی۔ بلکہ اس کی طرف ایک ایسا وسیلہ پیش کیا۔ جو شریعت نے مشروع قرار دیا ہے اور یہ وسیلہ اعمال صالحہ اور مومنوں کی دعائیں ہیں۔ اس کی مثال یوں ہے، جیسے کوئی شخص

اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتا ہے اور ان کی محبت اور دوستی اور صلاۃ وسلام کو بطور وسیلہ پیش کرتا ہے۔ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور سفارش سے لوگ وسیلہ کراتے تھے۔ اسی طرح یوم آخرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور سفارش کا لوگ وسیلہ ڈھونڈیں گے۔ اور نیک لوگوں کی دعا کا وسیلہ بھی بنایا جا سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم بدعائهم وصلوتهم واستغفارهم	تم اپنے میں سے کمزور اور ناتواں لوگوں کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے مت دیکھو، کیونکہ انہی ضعیف و ناتوانوں کی دعاؤں نمازوں اور استغفار کی بدولت تمہاری مدد ہوتی ہے اور تمہیں رزق میسر آتا ہے۔

اب یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ اگر قبروں کے پاس دعا کرنا باقی مقامات سے افضل ہوتا۔ اور ان کے پاس دعا کرنا اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا اور دعا مستجاب ہوتی تو سلف صالحین اسے خوب جانتے اور اس کام کو کرنے میں سب سے پیش پیش ہوتے۔ کیونکہ انہیں خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کس فعل کو پسندیدگی سے دیکھتا ہے اور کس بات پر راضی ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اطاعت اور رضاجوئی کی خاطر اس میں سبقت لے جاتے۔ اور اپنی امت کو رغبت دلانے کے لیے اسے ضرور بیان کرتے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نیک کام کا حکم فرمایا اور ہر برے کام سے منع کیا۔ جو اعمال جنت کا موجب بنتے ہیں۔ ان کی وضاحت فرمائی اور جو افعال دوزخ سے بچاؤ کا باعث بنا سکتے ہیں ان کا بھی ذکر کیا اور اپنی امت کے لیے پوری پوری وضاحت فرمائی۔ انہوں نے کسی بات کو مخفی اور پوشیدہ نہیں رہنے دیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ سوائے اس کے جو اپنی بداعمالیوں کی پاداش میں ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والا ہے۔ اس کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت اور نہی فرما کر اس جنس کی نہی کی ہے اور اس کے مادے کو ختم کر دیا ہے کہ قبروں کو مسجدوں کی حیثیت نہ دی جائے۔ اس لیے اللہ

کے لیے نماز پڑھنے کے وقت ان کی طرف رخ کرنے سے بھی منع فرمایا، خواہ نمازی کا ارادہ مردوں کی عبادت اوران سے دعا کرنے کا نہ ہو۔ جیسے طلوع اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ یہ اوقات مشرکوں کے سجدہ کرنے کے ہیں۔ چونکہ یہ شرک کا سبب تھی اس لیے نمازی کو ان اوقات میں سے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ خواہ نمازی کا ارادہ اللہ کے لیے نماز پڑھنے کا ہو۔ جب کسی خرابی کا علم ہو جانے کے باوجود بندہ میت کو پکارے اور اس کے واسطہ سے دعا کرے تو پھر کیا حال ہوگا۔

بتوں کی عبادت کا آغاز قبروں کی تعظیم سے شروع ہوا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (نوح)

وہ مشرکین آپس میں کہنے لگے تم اپنے دیوتاؤں کی تکریم وتعظیم سے باز مت آنا۔ اسی طرح ود اسواع یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت کو نہ چھوڑنا۔

حضرت ابن عباس وغیرہ سے مروی ہے کہ یہ حضرت نوح کی قوم میں نیک اور صالح لوگ تھے۔ جب یہ فوت ہو گئے تو مشرکوں نے ان کی قبروں پر اعتکاف کیا، پھر ان کے بت تراشے اور پھر ان کی عبادت کرنے لگے۔

پھر یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ باب الصغیر میں صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین وغیرہ کی قبریں ہیں جو ان چاروں مشائخ سے افضل تھے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان چاروں مشائخ کی قبروں کو متعین کیا جائے اور کہا جائے کہ ان قبروں کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے اور باقی کے پاس نہیں ہوتی، جو ان سے افضل ہیں۔

پھر یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیئے کہ ان چاروں مشائخ اوران جیسے دیگر بزرگوں میں سے ہر ایک کے لیے کچھ ایسے لوگ ہیں جو ان سے محبت کرتے ہیں اوران کی تعظیم کرتے ہیں۔ اوران سے دعا کے معاملہ میں دیگر بزرگوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ تو کیا یہ اللہ کا حکم ہے۔ کہ ایک شیخ کی قبر پر جا کر دعا کی جائے اور دوسرے کی قبر پر نہ کی جائے یہ کام مشرک لوگوں کا ہے انہوں نے ان لوگوں کی مشابہت کی جنہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اپنا رب تصور کر لیا، اور مسیح بن مریم کو بھی الوہیت کا درجہ دیا اور اللہ سے رد گردانی کی۔ حالانکہ ان کو حکم ملا تھا کہ ایک معبود اللہ کی عبادت کریں یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ یہ لوگ اللہ کے سوا جو شریک ٹھہراتے ہیں وہ ان سے پاک ہے۔